# اصولِ تکفیر

تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر

تصنیف

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا پیر محمد چشتی مدظلہ

نظامیہ کتاب گھر، لاہور

# اُصولِ تکفیر

تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر

●

تصنیف

پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا پیر محمد چشتی مدظلہ

●

نظامیہ کتاب گھر لاہور

نام کتاب ............ اُصول تکفیر

مصنف ............ حضرت علامہ پیر محمد چشتی چترالی
شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت گیٹ پشاور شہر

پروف ریڈنگ ............ مولانا محمد مراد نورانی چترالی ۔ سید ظاہر علی شاہ

سرِ ورق ............ عدنان گرافکس لاہور 0321-4374818

کمپوزنگ ............ محمد عاطف شہزادہ ۔ حافظ محمد ظفر چشتی

باہتمام ............ حافظ محمد داوٗد چترالی

ہدیہ

ملنے کے پتے

جامعہ نعیمیہ کراچی ۔ مکتبہ ابو حنیفہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ لوہاری گیٹ لاہور ۔ مکتبہ مہریہ کاظمیہ انوار العلوم ملتان

مکتبہ قادریہ رضویہ اسفندیر پائین حافظ محمد شاہی بخت

جامعہ جنیدیہ غفوریہ جمرود روڈ پشاور

مکتبہ قادریہ ہجیرہ آزاد کشمیر مولانا محبوب قادری

مکتبہ دار العلوم تعلیم القرآن موڑ کشت چترال

نظامیہ کتاب گھر، لاہور
40 اردو بازار زبیدہ سنٹر لاہور

ہونے کے ساتھ التزام کفر کرنے والوں سے صرف نظر کرنے کے جرم پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ

''مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی''

## ﴿مشکل ترین ذمہ داری﴾

کتاب کی تدوین کے دوران ہمیں قدم بہ قدم موضوع کی پیچیدگی کا احساس ہوتا رہا کیونکہ اِس سے پہلے کوئی ایسی جامع تحریر اِس موضوع سے متعلق موجود نہیں تھی کہ جس سے مدد لی جاتی۔ مفتی محمد شفیع کی اِس موضوع پر وہ تحریر جو ''جواہر الفقہ'' کی پہلی جلد میں چھپی ہے۔ جس پر اشرف علی تھانوی کی تصدیق وتقریظ بھی موجود ہے نہایت مجمل اور فقہاء کرام کی بجائے خود قابل تشریح عبارات پر بلا تشریح مشتمل ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جس سے حنفی المذہب کہلانے والوں کو بھی تسلی واطمینان نہیں ہوتا چہ جائیکہ کہ مختلف المسالک اور عام انسانوں کو تسلی ہو سکے۔

سید ابوالاعلی مودودی کی وہ تحریر جو اُنہوں نے اِس موضوع سے متعلق ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' شمارہ مئی 1935ء میں شائع کیا تھا۔ عوام الناس اور تعصب زدہ علماء کو تکفیر بازی سے بریک لگانے کیلئے کافی حد تک مفید ہونے کے باوجود دارالافتاء کے ذمہ داروں کے حق میں نہ صرف غیر مفید بلکہ مغالطہ کا موجب ونقصان ہے۔ حقیقی معیار سے متصادم اور اسلاف سے منقول مسلمات سے برعکس ہے۔

اِس سلسلہ میں مولنا سید انور شاہ کشمیری کی لکھی ہوئی ''اکفار الملحدین'' کی کافی

نیز یہ کہ لزُوم کفر اور التزام کفر کے ایک دوسرے سے جدا جدا شرعی احکام کی تمیز بھی دارالافتاء کی ناگزیر ضرورت ہے، جس سے قطعاً بے اعتنائی فرمائی ہے۔

نیز یہ کہ لزُوم کفر میں لازم کے بیّن ہونے کی صورت میں واجب التکفیر قرار دیا ہے جو تکفیر کے حوالہ سے دارالافتاء کے احتیاطی تقاضوں کے سراسر خلاف ہونے کے ساتھ جمہور اسلاف کے خلاف ہے کیونکہ اسلاف کی نگاہ میں لزُوم کفر اور التزام کفر کے مابین بنیادی نکتہ تفریق یہی ہے کہ لزُوم کفر میں لازم غیر بین ہوتا ہے جس وجہ سے واسطہ فی الاثبات کی ضرورت پڑتی ہے جبکہ التزام کفر کی بعض صورتوں میں لازم بیّن ہوتا ہے جس وجہ سے ''انتفاء الازم انتفاء الملزوم'' کے بدیہی وفطری تقاضوں کے مطابق لازم بیّن کا انتفاء آپ ہی ملزوم کے انتفاء پر دلیل ہوتا ہے جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اکفار الملحدین کے اِس قسم مندرجات سے دارالافتاء کے نوخیز ذمہ داروں کی رہنمائی ہونے کے بجائے معکوس نمائی ہوتی ہے۔ اِس کے باوجود اکفار الملحدین کی شہرت میرے لئے باعث تعجب نہ ہوگی تو اور کیا ہوگی۔ اِس سے بڑھ کر قابل افسوس حضرت شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ عقیدت رکھنے والے اُن حضرات کا کردار ہے جو اِن کمزوریوں، بے اعتدالیوں اور معکوس نمائیوں کے باوجود احساس زیاں نہیں رکھتے ہیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اکفار الملحدین کے مصنف ایک سنجیدہ عالم دین اور قابل احترام علمی شخصیت تھے، جس نے اسلامی جذبہ کے تحت ایک حقیقی ملحد و مرتد کے خلاف اسلامی دُنیا میں بیداری لانے کی غرض سے یہ کتاب لکھی تھی۔ جو تقاضاء وقت کے مطابق مفید تھی۔ جس سے عبدالماجد دریا آبادی اور اُس کے پیر اشرف علی تھانوی تک کو فائدہ پہنچا

تھا اِس لئے کہ اِس سے پہلے اُن کو مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر وارتداد پر تسلی نہیں تھی جیسے اُن کی کتابوں سے ثابت ہے تاہم ''اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ'' کی فطری کمزوریوں کے تقاضاء سے اُن سے غفلت وخطائیاں ہونا ممکن تھا جو ہوئیں ہیں لیکن اُن کے اخلاف کا اُس سر سے لے کر اِس سر تک اِن تمام کوتاہیوں سے غفلت برتنا قابل صد افسوس ہے۔ اکفار الملحدین کے مصنف کی غفلت خیزیوں کا افسوس ناک دائرہ کار صرف اِس حد تک محدود نہیں ہے بلکہ حضرت شاہ صاحب مرحوم کی ایک اور تصنیف ''فیض الباری شرح صحیح البخاری'' اِس سے بھی زیادہ غفلت کاریوں پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر فیض الباری' جلدا' صفحہ ا' پر اسم معرب کو مبنی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے؛

''لفظ الباب مضاف او مبنی کمثنی وثلاث

(فیض الباری، جلدا، صفحہ ا، الطبقہ الاولیٰ مطبعہ حجازی بالقاہرہ)

علم نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھنے والے طلباء بھی جانتے ہیں کہ مثنی وثلاث کے الفاظ اسم غیر منصرف کے قبیلہ سے ہیں اور اسم غیر منصرف اسم معرب کی قسم ہے جو مبنی کے مقابلہ میں ہے۔ جبکہ یہاں پر فضیلت الشیخ نے اِن کو مبنی قرار دیا ہے۔ ایک اور مقام پر صحت کو اُمور عامہ میں شامل قرار دے کر لکھا ہے؛

''وقدر الشافعیۃ الصحۃ لان متعلقات الظروف لا تکون الامن الافعال العامۃ والصحۃ منہا' (فیض الباری' جلدا' صفحہ۵)

یہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے ورنہ اکفار الملحدین کے مصنف کی غفلت کاریوں کا دائرہ بہت وسیع ہے جس کی تفصیل میں جانا ہمارے موضوع کے ساتھ میل نہیں رکھتا البتہ

اظہارِ حقیقت کی غرض سے اتنا ضرور کہونگا کہ محدث کشمیری مرحوم کی غفلت کاریوں کا یہ وسیع سلسلہ کسی ایک فن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جس فن کے حوالہ سے بھی کلام کیا ہے اُس میں ہمارے سامنے موجود اِن دونوں کتابوں میں اپنی محدثانہ شہرت کے منافی کچھ ایسی کمزوریاں چھوڑی ہیں جو نہ ہونی چاہئے تھیں۔

درس نظامی کی نصابی کتابوں کو گودامی اندازِ تعلیم سے پڑھے ہوئے حضرات سے تو یہ غلطیاں مخفی رہ سکتی ہیں۔ جبکہ مواقف، شرح مواقف، شرح مقاصد، شرح عقائد و خیالی جیسی درسی کتابوں اور اُن کے حواشی و شروع کو سمجھ کر پڑھنے والے طلباء بھی جانتے ہیں کہ اُمور عامہ میں صرف وہی چیزیں شامل ہو سکتی ہیں جو واجب' جوہر اور عرض میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جیسے کون، ثبوت، حدوث، وجود جبکہ صحت صرف اور صرف عرض کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ عمل کی صفت ہے اور عمل مقولہ فعل سے ہے جو عرض کے مقولات تسعہ کی فہرست میں شامل ہے جس وجہ سے الواجب صحیح یا الجوہر صحیح کہنا غیر معقول و نادرست ہے اور العمل صحیح یا العمل غیر صحیح کہنا ہر اعتبار سے درست ہے۔ جب صحت پر اُمور عامہ کی تعریف ہی صادق نہیں آتی تو پھر اُس کو اُمور عامہ کہنا شجر کو حجر کہنے سے مختلف نہیں ہے۔ اسی طرح جزئیات کے ادراک کو علم سے نکالتے ہوئے لکھا ہے:

''لان علم الجزئیات لیس بعلم فی الحقیقۃ (فیض الباری' جلد ا' صفحہ ۱۵۱)

افسوس کہ حضرت شاہ جی صاحب علم و فضل ہوتے ہوئے اِس قسم کی فحش غلطیوں کا ارتکاب فرما رہے ہیں۔ جزئیات کے علم کو حقیقی علم سے نکالنے کے عواقب و نتائج کی پرواہ نہیں کر رہے ہیں کہ اِس سے فقہ کے باب القیاس سمیت اجتہاد کی راہ بھی مسدود ہونا لازم

آتی ہے اور کسی نامعلوم چیز کو معلوم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ طرق ثلاثہ میں استقراء و تمثیل کے راستے بھی بند ہو رہے ہیں کیونکہ اِن میں بالترتیب جزئیات کے حکم سے کلی کا حکم حاصل کیا جاتا ہے اور ایک نوع کے دو جزئیات میں سے ایک کو بمع حکم و علت جاننے کے وسیلہ سے دوسرے جزئی کے حکم کو سمجھا جاتا ہے جس کو فقہاء کرام قیاس بھی کہتے ہیں۔ انجام کار فضیلت الشیخ انجانے میں استقراء و تمثیل سے انکار فرما رہے ہیں جو کسی طرح بھی قابل تسلیم و معقول نہیں ہے۔

تقلید جامد اور اکابر پرستی کے خول سے نکل کر آزاد ذہن سے دیکھنے والا ہر سلیم الفطرت شخص فیض الباری میں اِس قسم درجنوں اغلاط کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اکفار الملحدین کے شہرہ آفاق محدث کشمیری کی یہ غلطیاں اللہ بہتر جانے کن حالات میں اُن کے زیرِ قلم ہو کر دستاویز کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ بہر حال وہ انسان ہی تھے معصوم ہرگز نہیں تھے، قابل تعریب اُن کے بعد والے وہ حضرات ہیں جو اُن کیساتھ نسبت تلمذ رکھتے ہیں، عقیدت رکھتے ہیں اور اِن کتابوں کو دیکھتے رہتے ہیں لیکن اِن اغلاط کا احساس تک اُنہیں نہیں ہوتا۔ اِن میں کوئی رجل رشید نظر نہیں آ رہا جو اِن غلطیوں کی اصلاح کر کے فضیلت الشیخ کی روح کو راحت پہنچائے ایسے میں اکفار الملحدین کے مصنف کی مذکورہ بے اعتدالیوں پر تعجب سے اُن حضرات کی بے حسی زیادہ قابل افسوس ہے جو عرصہ دراز سے محدث کشمیری مرحوم کی اِن کتابوں کو وردِ جان بنائے ہوئے ہیں، صبح و شام تلاوت کر رہے ہیں اور داد تحسین دیتے نہیں تھکتے لیکن بتقاضائے بشریت اُن سے سرزد شدہ اِن بدیہ الاغلاط باتوں پر توجہ دے کر ریکارڈ درست کرنے کی توفیق نہیں پا رہے ہیں۔ (فالی اللہ المشتکی)

جس کی اصل وجہ ہمارے تجربہ کے مطابق اکابر پرستی اور اُنہیں معصوم عن الخطاء و النسیان تصور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ بیماری صرف محدث کشمیری مرحوم کے مکتبہ فکر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اِس میں مبتلا نظر آ رہے ہیں۔(الامن وفقہ اللہ عزوجل)

## ﴿افسوس بالائے افسوس﴾

اُصول تکفیر کے حوالہ سے اکفار الملحدین کے اندر موجود مذکورہ معکوس نمائیوں سے رنجیدہ ہونے سے بڑھ کر افسوس مجھے مفتی محمد شفیع کی تحریر سے ہوا کہ اُنہوں نے اِس موضوع پر لکھے گئے اپنے 70 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام ''تکفیر کے اُصول'' میں اپنے پیر کی ایک ایسی بات کی تصدیق و توثیق اور تحسین کی ہے جو نہ صرف اہل سنت عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خرق اجماع اور عقل و نقل سے بھی متصادم ہے۔محولہ بالا رسالہ جو جواہر الفقہ جلد اول میں مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر 14 سے مولانا محمد رفیع عثمانی کی تقدیم و نگرانی میں شائع ہوا ہے۔اُس کے صفحہ نمبر 37 پر مفتی محمد شفیع صاحب نے ''تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ، جلد سادس'' کا عنوان دیکر اُس کے تحت لکھا ہے؛

> ''یہ کل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریقے سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اِسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اِس عقیدہ کا معتقد یا اِس قول کا قائل ہے یا نہیں ہے تو اِس کیلئے اَحوط و اسلم وہ طریقہ ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے جس کو

"مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی"

اِس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس مفتی محمد شفیع مرحوم کا اُصول تکفیر کے حوالہ سے اِس کی تحسین کرنا ہے، اِس عجیبہء زمان بے احتیاطی ونا اُسلمی کو اَحوط واسلم کہہ کر اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ الٰہیات کے حوالہ سے جب ہمارے دینی مدارس کے ساتھ تو وابستہ اکابر کی بے اعتدالیوں، بے احتیاطیوں اور معکوس عملیوں کا یہ عالَم ہے تو پھر اصاغر کا خدا ہی حافظ۔ سچ کہا گیا ہے:

ہمیں اکابر وہمیں رہنما

عمل اصاغر معکوس شدہ

اکفار الملحدین سے لے کر مفتی محمد شفیع کی "وصول الافکار الی اصول الاکفار" تک اِس موضوع میں لکھی گئی مذکورہ تصنیفات سے ملنے والی افسردگیوں سے برعکس جن سینکڑوں تصنیفات سے اِس کتاب کی تدوین میں ہم نے رہنمائی لی اُن میں قرآن وسنت کے بعد حضرت ابن ہمام کی مسامرہ' امام احمد رضا خان کی تمہید ایمان اور فتاویٰ رضویہ' میر سید السند کی شرح مواقف' امام سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد و شرح مقاصد اور حافظ ابن تیمیہ کی فتاویٰ کبریٰ اور کتاب الایمان، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سرفہرست ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کرتے ہیں کہ ہماری یہ کاوش جملہ مکاتب فکر اہل اسلام کیلئے بالعموم اور دار الافتاء کے ذمہ داروں کیلئے بالخصوص اُصول تکفیر کے طور پر کامل رہنما ثابت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)